غسل میت کا مسنون طریقہ

غسل میت کا مسنون طریقہ، غسل میت کے چند ضروری مسائل، مردوں کو امانت دار غسل دیں، غسل دینے والے کے لئے زندہ اور مردہ کی ران دیکھنا جائز نہیں، طاق عدد میں غسل دینا، مشک کا استعمال، میت کے سر میں کنگھی کرنا، غسل دینے والے کے لئے غسل کا حکم، حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال اور غسل، احرام کی حالت میں غسل، میت کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھو دیں، صحابہ رضی اللہ عنہم بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیتے تھے، آپ ﷺ کو قمیص مبارک میں غسل دیا گیا وغیرہ امور اس مختصر رسالہ میں مع حوالہ جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

فہرست رسالہ ’’غسل میت کا مسنون طریقہ‘‘

غسل میت کا مسنون طریقہ........................	۳
غسل میت کے چند ضروری مسائل........................	۴
موضوع سے متعلق چند احادیث و آثار........................	۱۱
مردوں کو امانت دار غسل دیں........................	۱۱
غسل دینے والا ہاتھ‘ پاؤں میں کوئی چیز رکھ لے........................	۱۱
زندہ اور مردہ کی ران دیکھنا جائز نہیں........................	۱۱
ٹھنڈے پانی سے غسل کی ممانعت......طاق عدد میں غسل دینا........................	۱۲
مشک کا استعمال........................	۱۳
میت کے سر میں کنگھی کرنا........................	۱۴
غسل دینے والے کے لئے غسل کا حکم........................	۱۵
حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال اور غسل........................	۱۷
احرام کی حالت میں غسل........................	۱۷
میت کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھو دیں........................	۱۸
صحابہ رضی اللہ عنہم بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیتے تھے........................	۱۸
آپ ﷺ کو قمیص مبارک میں غسل دیا گیا........................	۱۹
بیوی کا اپنے شوہر کو غسل کرانا........................	۲۲
مرد کا اپنی بیوی کو غسل کرانا........................	۲۳
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے استدلال کا جواب........................	۲۵

غسل میت کا مسنون طریقہ

سوال:......میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور غسل میت کے ضروری مسائل کیا کیا ہیں۔

الجواب: حامدا و مصلیا و مسلما:...... غسل سے پہلے میت کو پہلے استنجاء کرائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ غسل دینے والا اپنے بائیں ہاتھ پر کپڑے کی تھیلی وغیرہ لپیٹ کر اس کپڑے کے اندر سے جو ناف سے زانو تک میت کے اوپر ہے نجاست کے مقام کو دھوئے، پھر ہاتھ سے تھیلی نکال کر پھینک دے، اور ہاتھ کو دھو کر اس میت کو نماز کی طرح وضو کرائے، لیکن اس وضو میں کلی نہ کرائے، نہ ناک میں پانی ڈالے، بلکہ شہادت کی انگلی پر کپڑا لپیٹ کر تر کرلے یا روئی تر کر کے اس کے منہ میں دانتوں، لبوں مسوڑھوں اور تالو پر ملے، اس طرح تین مرتبہ کرے، اور روئی یا کپڑے کو گول کر کے میت کے ناک کے سوراخوں میں پھرادے، یہ بھی تین مرتبہ کرے، میت کے منہ اور ناک میں روئی رکھ دے کہ نہلاتے وقت ان میں پانی نہ جائے، پھر اس کا منہ دھوئے، پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھو کر سر کا مسح کرادے، اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، پھر اگر میت کے سر پر بال اور ڈاڑھی ہو تو صابن یا خالص پانی سے مل کر دھوئے، اب میت کو بائیں کروٹ پر لٹادے اور سر سے پاؤں تک تین مرتبہ پانی ڈال کر نہلائے یہاں تک کہ تخت سے ملے ہوئے حصہ تک پانی پہنچ جائے، ہر دفعہ بدن کو ملتا جائے، مگر ستر کی جگہ کو کپڑے کی تھیلی پہنے بغیر ہاتھ نہ لگائے، پھر میت کو داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ بدن کو ملتے ہوئے پانی ڈالے یہاں تک کہ پانی تخت سے ملے ہوئے حصہ تک پہنچ جائے، اس کے بعد اپنے ہاتھوں یا گھٹنوں یا سینہ کا سہارا دے کر ذرا سا بٹھا دے اور اس کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ پھیرے، اگر کچھ

ناپاکی نکلے تو اس کو دھوڈالے، مگر دوبارہ وضو کرانے یا غسل دینے کی ضرورت نہیں، صرف ناپاکی نکلنے کی جگہ کو دھونا کافی ہے، پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور (یا اور کوئی خوشبو) ملا ہوا پانی سر سے پاؤں تک تین مرتبہ بہادے، اب غسل پورا ہوگیا، اس طرح بدن تین مرتبہ دھل جائے گا جو کہ مسنون عدد ہے، یعنی ایک دفعہ بائیں کروٹ پر دوسری دفعہ داہنی کروٹ پر بیری وغیرہ کے پتوں کے پانی سے اور تیسری دفعہ کافور (وغیرہ خوشبو) کے پانی سے، یہی طریقہ اولی ہے۔ پھر سارا بدن پونچھ لے، اس کے بعد بھی کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھوڈالے، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ اب تہبند بدل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے۔

غسل میت کے چند ضروری مسائل

مسئلہ:...... غسل کے لئے میت کو بڑے تخت پر لٹادے۔

مسئلہ:...... میت کو تخت پر رکھنے سے پہلے تین یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبو کی دھونی دے دے، سات مرتبہ سے زیادہ دھونی نہ دے۔

نوٹ:...... میت کو تخت پر رکھنے سے پہلے خوشبو دینے میں تعظیم کی طرف اشارہ ہے، اور اس سے بدبو کا ازالہ مقصود ہے۔

مسئلہ:...... خوشبو کی دھونی کا طریقہ یہ ہے کہ انگیٹھی جس میں لوبان یا اگر بتی سلگائی ہوا یک بار یا تین بار یا پانچ بار یا سات بار تخت کے چاروں طرف پھرادیں، سات بار سے زیادہ نہ کریں۔

مسئلہ:...... میت کو تختہ پر لٹانے کی کیفیت یہ ہے کہ اس کو لمبائی میں یعنی قبلہ کی طرف پیر کر کے لٹادیں جیسے کسی بیمار کو بیماری کی حالت میں اشارہ سے نماز پڑھنے کے لئے لٹاتے ہیں۔ اور بعض حضرات کے نزدیک قبر میں سلانے کی طرح یعنی قبلہ رخ لٹائیں۔ اور یہ

صورت بہتر ہے۔اور صحیح بات یہ ہے کہ جس طرح آسانی ہو اس طرح لٹا دیں۔

مسئلہ:...... مستحب ہے کہ جہاں میت کو غسل دیں وہاں پردہ کرلیں تاکہ غسل دینے والوں اوران کی مدد کرنے والوں کے علاوہ دوسرے دیکھ نہ سکیں۔

مسئلہ:...... غسل سے پہلے میت کے کپڑے نرمی اور سہولت کے ساتھ اتار دیں، اوراس کا ستر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے ڈھانک لیں۔

نوٹ:......میت کے کپڑے مرنے کے بعد جلدی اتار لینا مستحب ہے، یعنی تخت پر لٹانے اور غسل تک تاخیر نہ کرنا چاہئے۔

نوٹ:...... ظاہر روایات میں میت کا صرف عورت غلیظہ یعنی پیشاب و پاخانہ کے مقام کو ڈھانپ نے کا حکم ہے۔لیکن پہلا قول صحیح ہے، اور دوسرا قول وجوب کے بیان کے لئے ہے، یعنی اتنا ڈھانپ لینے سے گنہگار نہیں ہوگا۔

مسئلہ:......میت کو کپڑوں میں غسل دینا جائز نہیں، بلکہ کپڑے نکال کر ستر ڈھانپ کر غسل کرائے۔

نوٹ:...... وجہ یہ ہے کہ غسل سے مقصود پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا ہے، جو کپڑوں سمیت حاصل نہیں ہوسکتی، کیونکہ جب بدن کے مستعمل کپڑے نجس پانی سے نجس ہو گئے تو پھر کپڑوں کی نجاست بدن کو دوبارہ لگنے سے بدن ناپاک ہوجائے گا، پس غسل کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس لئے کپڑوں کے بغیر غسل کا ہونا واجب ہے۔

نوٹ:...... نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا، یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، اورآپ ﷺ کا غسل تطہیر (اور پاکی) کے لئے نہیں تھا، اس لئے کہ آپ ﷺ اس دنیا کی زندگی میں بھی اور یہاں سے پردہ فرمانے کے بعد بھی پاک ہیں۔

مسئلہ:......غسل کراتے وقت میت کا ستر دیکھنا حرام ہے، اور میت کے ستر کو بلا کپڑے کے چھونا بھی حرام ہے۔

نوٹ:......ران بھی ستر میں داخل ہے، اس لئے مرد غسل کے وقت مردے کی ران کو بھی نہ دیکھے۔اسی طرح عورت' عورت کی ران کو بھی نہ دیکھے۔

مسئلہ:......چھوٹے بچوں کو استنجاء کراتے وقت ہاتھ میں کپڑے کی تھیلی پہننا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ:......مردہ کے استنجاء کی جگہ پر نجاست حقیقی لگی ہو تو اس کو دھونا مشروع ہے۔

مسئلہ:......مردہ نہانے کی حاجت میں یعنی حالت جنابت میں یا عورت حالت حیض و نفاس میں انتقال کر جائے تو اس کے منھ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے تا کہ طہارت کی تکمیل ہو جائے۔

نوٹ:......لیکن صحیح یہ ہے کہ حالت جنابت میں بھی منھ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ وہ عذر اور علت ان کے حق میں بھی موجود ہے، اور اس حکم کے مقتضی ہے، (یعنی میت کے منھ اور کان سے پانی نکالنا ناممکن اور دشوار ہوگا) اور متون و شروح و فتاوی میں یہ حکم یعنی کلی اور ناک میں پانی نہ ڈالنا مطلق طور پر آیا ہے، جو ان تینوں کو بھی شامل ہے، واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ:......میت کو وضو کرانے میں میت کے دونوں ہاتھ کلائیوں تک نہ دھوئیں، بلکہ پہلے منھ سے دھونا شروع کریں (بخلاف جنبی کے کہ وہ پہلے دونوں ہاتھوں کو پاکیزگی کے لئے دھوتا ہے، کیونکہ وہ خود غسل کرتا ہے، اور میت کو دوسرا آدمی غسل دیتا ہے، اس لئے اس کے ہاتھ پہلے دھونے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ:......میت کو غسل سے پہلے وضو کراتے وقت پاؤں دھونے کو مؤخر نہ کرے، یعنی جنبی کی طرح نہ کرے کہ وہ پورے غسل سے فارغ ہونے کے بعد پاؤں دھوتا ہے۔

مسئلہ:......ایسا بچہ ہو کہ ابھی نماز نہ پڑھتا ہو اور مجنون کو بعض کے نزدیک وضو نہ کرائیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کو بھی وضو کرائیں۔

مسئلہ:......گرم پانی سے غسل دینا افضل ہے، لیکن اوسط درجہ کا گرم ہو، شدید گرم نہ ہو۔

مسئلہ:......غسل کے لئے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر جوش دینا بہتر ہے۔

مسئلہ:......غسل میں تین دفعہ سے زیادہ بلاضرورت پانی نہ ڈالے، اگر ضرورت ہو تو جائز ہے، بلاضرورت مکروہ ہے، کیونکہ زیادتی اسراف ہے۔

مسئلہ:......غسل سے پہلے میت کے ناک اور منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں، تاکہ ان میں پانی نہ جانے پائے۔

مسئلہ:......اگر کسی میت کو تین دفعہ پانی بہا کر مسنون طریقہ پر نہلایا نہ گیا اور ایک دفعہ سارے بدن پر پانی بہا کر دھو ڈالے تب بھی غسل میت کا فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ:......میت کو ایک مرتبہ غسل دینے کے بعد دوبارہ غسل دینا خلاف سنت ہے۔

(مسائل میت ص ۴۷)

مسئلہ:......میت کے بالوں اور ڈاڑھی میں کنگھی نہ کی جائے، اس کے ناخن اور بال نہ تراشے جائیں، اس کی مونچھیں نہ تراشی جائیں، اس کے بغلوں کے بال صاف نہ کئے جائیں، اور نہ اس کے زیر ناف بال مونڈے جائیں، ان چیزوں میں سے جو کچھ بدن پر موجود ہے اس سمیت دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ:......بہتر ہے کہ میت کو غسل دینے والا آدمی باوضو ہو۔

مسئلہ:......مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے والا آدمی اس کا قریبی رشتہ دار ہو۔

مسئلہ:......بہتر ہے کہ غسل دینے والا آدمی امانت دار اور پرہیز گار ہو۔

مسئلہ:...... افضل ہے کہ میت کو بلا اجرت غسل دے، اگر کوئی اجرت کا مطالبہ کرے تو اجرت دینا جائز ہے۔

مسئلہ:......غسل دینے والا نیت کر کے غسل دے تو میت کے غسل کے فضائل کا مستحق ہوگا، اگر نیت نہ کی تو غسل ہو جائے گا، مگر نیت نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ:......میت عورت کے غسل کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے۔ میت عورت کے بال پیٹھ پر نہ ڈالے جائیں، بلکہ اس کے بالوں کی دو مینڈیاں بنا کر اس کے سینہ پر کر دی جائیں۔

مسئلہ:......اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پورا بدن بھیگ جائے تو یہ بھیگ جانا غسل کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، زندوں کا میت کو غسل دینا فرض ہے۔

(مستفاد: عمدۃ الفقہ ص ۴۸۷ ج ۱۔ احکام میت ص ۴۲۔ مسائل میت ص ۴۷، ط: توصیف پبلی کیشنز)

مسئلہ:......میت کو غسل دینے والے کو بعد میں خود بھی غسل کر لینا مستحب ہے۔

میت کو نہلانے کے بعد نہانے کی دو حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت:......میت کو نہلاتے وقت بدن پر چھینٹیں پڑتی ہیں اور وہ ناپاک ہو سکتی ہیں اور کہاں کہاں پڑی ہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا، اس لئے نہلانے والا نہا لے تو جسم پاک ہو جائے گا۔

دوسری حکمت:......جو لوگ میت کو نہلانے کے عادی نہیں جب وہ کسی میت کو نہلاتے ہیں تو ان پر خوف اور گھبراہٹ طاری ہوتی ہے، نہا لینے سے یہ حالت بدل جائے گی، نیز وساوس بھی منقطع ہو جائیں گے جیسے جانور کو ذبح کرتے وقت دوسرے جانور جو اس کے قریب

ہوتے ہیں ان پرخوف طاری ہوتا ہے،اسی طرح موت کا اثر مردہ کونہلانے والے پربھی پڑتا ہے اس لئے اس کوغسل کاحکم دیا گیا۔اور(جنازہ) اٹھانے والے پراس کا اثر کم ہوتا ہے،اس لئے ان کوصرف وضوکرنے کاحکم دیا گیا۔(تحفۃ الالمعی ص ٣٩٦ ج ٣)

(ا)......(و يوضع) كما مات (كما تيسر) فى الاصح (على سرير مجمر وترا) الى سبع فقط.....(وتستر عورته الغليظة فقط على الظاهر)...(و قيل مطلقا)... (و يغسلها تحت خرقة) السترة (بعد لف) خرقة (مثلها على يديه) لحرمة اللمس كالنظر (ويجرد) من ثيابه.. ...(ويتوضأ) من يؤمر بالصلوة (بلا مضمضة واشتنشاق) للحرج ، و قيل يفعلان بخرقة ' وعليه العمل اليوم ، ولو كان جنبا أوحائضا أو نفساء فعلا اتفاقا تتميما للطهارة...(ويصب عليه ماء مغلى بسدر) .....(أو حرض) ... (ان تيسر ' والا فماء خالص) مغلى (ويغسل رأسه ولحيته بالخطمى)...(ان وجد ' والا فبالصابون ونحوه.....(ويضجع على يساره) ليبدأ بيمينه (فيغسل حتى يصل الماء الى ما يلى التخت منه ' ثم على يمينه كذلك ، ثم يجلس مسندا)... (اليه ويمسه بطنه رفيقا وما خرج منه يغسله ثم) بعد اقعاده (يضجعه على شقه الأيسر و يغسله) وهذه غسلة (ثالثة) ليحصل المسنون (و يصب عليه الماء عند كل اضطجاع ثلاث مرات)...(وان زاد عليها أو نقص جاز) اذا الواجب مرة (ولايعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه) لان غسله ما وجب لرفع الحدث لبقائه بالموت۔

(الدر المختار على شرح تنوير الابصار ص٨٤تا٨٩ج٣، باب صلوة الجنازة ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۲)......ويستحب أن يستر الموضع الذى يغسل فيه الميت فلا يراه الا غاسله أو من يعينه.....ويستنجى عند أبى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى.....وصورة استنجائه أن يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوأة ' لان مس العورة حرام كالنظر اليها.....ولا ينظر الرجل الى فخذ الرجل عند الغسل ، وكذا المرأة لا تنظر الى فخذ المراة .....ثم يتوضأ وضوء ه للصلوة ، و يجعل الغاسل على أصبعه خرقة رقيقة و يدخل الاصبع فى فمه ويمسح بها اسنانه و شفتيه ولهاته.....واختلفوا فى مسح رأسه ' والصحيح أنه يمسح رأسه ' ولا يؤخر غسل رجليه.....والغسل بالماء الحار أفضل.....ويغلى الماء بالسدر أو بالحرض.....ولا يقص شاربه ولا ينتف ابطه ولا يحلق شعر عانته ' و يدفن بجميع ما كان عليه......وان كان ظفره منكسرا فلا بأس بان يأخذه.....وينبغى أن يكون غاسل الميت على الطهارة.....ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس الى الميت ، فان لم يعلم الغسل فأهل الامانة والورع ، ويستحب أن يكون الغاسل ثقة يستوفى الغسل و يكتم مايرى من قبيح و يظهر ما يرى من جميل ' فان رأى ما يعجبه من تهلل وجهه و طيب رائحته وأشباه ذلك يستحب له أن يحدث به الناس ' وان رأى ما يكره من اسوداد وجهه و نتن رائحته وانقلاب صورته و تغير أعضائه و غير ذلك لم يجز له أن يحدث به احدا ، فان كان الميت مبتدعا مظهرا لبدعته ورأى الغاسل منه ما يكره فلا بأس بان يحدث به الناس ليكون زجرا لهم عن البدعة.....والأفضل أن يغسل الميت مجانا ' وان ابتغى الغاسل الأجر فان كان هناك غيره يجوز أخذ الاجر ' والا لم يجز۔

(عالمگیری ۱۷۳ ج ۱، الفصل الثانى فى الغسل ، باب الجنائز ،كتاب الصلوة ، ط : بيروت)

موضوع سے متعلق چند احادیث و آثار

مردوں کو امانت دار غسل دیں

(۱)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لِیُغَسِّلْ موتاکُم المأمونون۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے مردوں کو امانت دار (اور با اعتماد لوگ) غسل دیں۔ (ابن ماجہ، باب ما جاء فی غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۶۱)

غسل دینے والا ہاتھ، پاؤں میں کوئی چیز رکھ لے

(۲)......عن عائشة قالت : مِن السّنة أن تَتَّخذ اِحداکنّ فی یدیها ' أو رجلیها أو عُنُقها أو اُذُنیها شیئا ' تَسلِبُه اذا وُضِعَت علی سریرِ غُسلها۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب غسل کے وقت (نعش کو) چار پائی پر رکھے تو سنت یہ ہے کہ تم عورتوں میں سے کوئی اپنے ہاتھوں یا پاؤں یا گردن یا کانوں میں کوئی چیز رکھ لے۔

(معجم طبرانی اوسط ص۲۶۳ ج۸، من اسمه معاذ ، رقم الحدیث:۸۵۸۵۔ مجمع الزوائد ص۸۸ ج۳، باب تجهیز المیت وغسله والاسراع بذلک ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۴۰۷۶)

زندہ اور مردہ کی ران دیکھنا جائز نہیں

(۳)......عن علیّ انّ النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تُبرِزْ فَخِذک ولا تَنظُرْ الی فَخِذ حیٍّ ولا مَیّتٍ۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۶۰)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی ران

نہ کھولنا، اور کسی زندہ یا مردہ کی ران پر نظر نہ ڈالنا۔

ٹھنڈے پانی سے غسل کی ممانعت

(۴)......عن اُمّ قیس قالت : تُوُفِّی ابنی فجَزِعتُ علیه ' فقلتُ للّذی یَغسلُه : لا تَغسِلِ ابُنِی بالماء البارد فَتَقُتُلَه ' فانطلق عُکّاشة بن مِحُصَن الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فأخبره بقولها ' فتبسّم ثم قال : ما قالت طال عمرُها ، فلا نعلم امرأة عُمِّرَتُ ما عُمِّرَتُ۔

ترجمہ:......حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرا بیٹا وفات پا گیا پس میں گھبرا گئی، میں نے غسل دینے والے سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل مت دینا، ورنہ تم اسے مار ڈالو گے، حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ (یہ منظر دیکھ رہے تھے، وہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو آپ ﷺ مسکرائے پھر فرمایا: ام قیس نے کتنی عجیب بات کی ہے، ان کی عمر لمبی ہو۔ راوی حدیث کہتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ کسی عورت نے اتنی عمر پائی ہو جتنی حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے پائی۔ (نسائی، باب غسل المیت بالحمیم ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۸۸۳)

طاق عدد میں غسل دینا

(۵)......عن امِّ عطِیَّة الانصاریّة رضی الله عنها قالت : دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم حین تُوُفِّیَتُ اِبُنَتُه ' فقال : اغسِلنَها ثلا ثا ' أو خمسا ' أو اکثر من ذلک اِن رأیتُنَّ ذٰلک ' بماءٍ و سدُرٍ ' واجعلن فی الآخرة کافورًا أو شیئا من کافور ' فاذا فرغتُنَّ فآذِنّنی ، فلمّا فرغنا آذَنّاه فأعُطانا حِقُوَهُ ، فقال : أشُعِرُنَها ایَّاه ، تعنی : ازاره۔

ترجمہ:......حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ کی صاجبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ غسل دو، اگر تم اس کو مناسب سمجھو، پانی اور بیری کے پتوں سے اور اس کے آخر میں کافور یا کچھ کافور رکھ دینا، پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا، پس جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ ﷺ کو بتایا، پس آپ ﷺ نے ہم کو اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا: اس تہبند کو اس کا ازار بنا دینا۔

(بخاری، باب غسل المیت و وضوئه بالماء والسّدر، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۱۲۵۳)

مشک کا استعمال

(۶)......عن ابن سیرین عن ابن عمر رضی الله عنهما : سأله عن المسک یجعل فی حنوط المیت ؟ قال : أولیس من أطیب طیبکم ؟ قال محمد : وبه نأخذ۔

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ: اگر میت کی خوشبو مشک میں ڈال دی جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: کیا مشک تمہاری بہترین خوشبو میں سے نہیں ہے؟۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۶۹، من باب الغسل من غسل المیت، رقم الحدیث:۲۲۵)

(۷)...... ان علیا رضی الله عنه أوصی أن یجعل فی حَنوطه مِسک ، وقال : هو فَضل حَنوط النبی صلی الله علیه وسلم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۷، فی المسک فی الحنوط ، من رخص فیه ؟ رقم الحدیث: ۱۱۱۴۶)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ (میری وفات کے بعد) مشک بطور خوشبو لگائی جائے، اور فرمایا: وہ نبی کریم ﷺ کی بچی ہوئی مشک تھی۔

(۸)...... كان سلمان رضى الله عنه أصاب مِسكا من بَلَنْجَرَ فأعطاه امرأته ترفعه ' فلمّا حُضِر قال لها : أين الذى كنتُ استَوْدَعْتُكِ ؟ قالت : هو هذا ، فأتته به ' قال : رُشِّيه حَوْلى فانه يأتينى خلق من خلق الله لا ياكلون الطعام ' ولا يشربون الشراب ' يجدون الريح۔

ترجمہ:......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلنجر کے مقام پر مشک ملی تو انہوں نے وہ اپنی اہلیہ کو دے دی جسے انہوں نے سنبھال کر رکھ لی، جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا: وہ امانت کہاں ہے جو میں نے تمہارے پر رکھوائی تھی؟ اہلیہ نے جواب دیا: وہ یہ ہے، اور اسے لے آئی، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے میرے گرد چھڑک دو، کیونکہ میرے پاس اللہ تعالی کی ایسی مخلوق آئے گی جو کھانا نہیں کھاتے ہیں اور پانی نہیں پیتے ہیں، انہیں یہاں بدبو محسوس ہوگی۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۱۵ ج۳، باب الحناط ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۶۱۴۲)

میت کے سر میں کنگھی کرنا

(۹)......ان عائشة رضى الله عنها رأت ميتا يسرح رأسه ، فقالت : علام تنصون ميتكم ؟ قال محمد : وبه نأخذ ، لا نرى أن يسرح الميت ، ولا يؤخذ من شعره ' ولا يقلم أظفاره ، وهو قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک میت کو دیکھا کہ اس کے سر میں کنگھی کی جارہی ہے، انہوں نے فرمایا: تم اپنے مردہ کے سر میں کنگھی کیوں کرتے ہو؟۔ امام محمد رحمہ

اللہ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ اس کی مانگ نکالی جائے یا اس کے بال یا ناخن کاٹے جائیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص ۱۷۰، من باب الغسل من غسل المیت ، رقم الحدیث:۲۲۶)

غسل دینے والے کے لئے غسل کا حکم

(۱۰)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من غَسَّل ميتا فَلْيَغْتَسِل۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی (مردے کو) غسل دے تو (بعد میں اسے بھی غسل کر لینا چاہئے۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۶۳)

(۱۱)......عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : مِن غَسْله الغسل ، ومن حمله الوضوء - يعنى الميت -۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت کو نہلانے سے غسل ہے اور اس کو (یعنی میت کو) اٹھانے سے وضو ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الغسل من غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۹۹۳)

(۱۲)......عن عبد الله بن أبى بكر :أنّ أسماء بنت عميس غَسَّلَتْ أبابكر الصديق حين تُوُفِّى ، ثم خرجَتْ فسألَتْ من حضرها من المهاجرين فقالت : انّى صائمة ، وانّ هذا يوم شديد البرد ، فهل علىَّ من غسلٍ ؟ فقالوا : لا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کو غسل دیا، پھر باہر آکر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: میں روزہ

سے ہوں اور آج سردی شدید ہے، کیا مجھ پر غسل لازم ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

(مؤطا امام مالک (مترجم مع شرح) ص ۴۰۷ ج ۱، باب غسل المیت ، رقم الحدیث: ۶۲۱)

(۱۳)......عن ابراهیم قال : سئل عبد الله عن غاسل المیت أیغتسل ؟ قال : ان کنتم ترون أن صاحبکم نجسا ، فاغتسلوا منه ، والا فانّما یکفیکم الوضوء۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ: میت کو غسل دینے والا غسل کرے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو کہ میت ناپاک ہے تو غسل دینے والا غسل کرے، اور اگر میت ناپاک نہیں ہے تو غسل دینے والے کے لئے وضو کر لینا کافی ہے۔

(معجم طبرانی کبیر ص ۳۷۳ ج ۹، من اسمه عبد الله ، رقم الحدیث: ۹۶۰۳۔ مجمع الزوائد ص ۸۹ ج ۳، باب تجهیز المیت وغسله والاسراع بذلک ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۴۰۷۸)

(۱۴)......عن ابراهیم فی الاغتسال من غسل المیت قال : کان عبد الله بن مسعود یقول : ان کان صاحبکم نجسا ، فاغتسلوا منه ، و الوضوء یجزئ ، قال محمد : وان شاء ایضا لم یتوضأ ، فان کان أصابه شیء من الماء الذی غسل به المیت غسله ، وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص ۱۷۲، باب الغسل من غسل المیت ، رقم الحدیث: ۲۳۲)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے میت کو غسل دینے سے غسل کرنے کے بارے میں مروی ہے: فرمایا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر تمہارا مرنے والا ساتھی نجس ہے تو اس (کو غسل دینے) کی وجہ سے غسل کر لو اور صرف وضوء کرنا بھی کافی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر چاہے تو وضوء بھی نہ کرے، اگر اس کو میت کے غسل کا

پانی لگ جائے تو اس جگہ کو دھولے، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال اور غسل

(۱۵)......عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : کان آدم رجلا اَشْعرَ طُوالا ، آدم کانّہ نَخْلۃ سَحُوقٍ ، وانّہ لمّا حضرہ الوفاۃ نزلتِ الملائکۃ بحَنوطِہ وکفنہ من الجنۃ ، فلمّا مات غسّلوہ بالماء والسدر ثلاثا ، وجعلوا فی الثالثۃ کافورا ، وکفّنوہ فی وِتر ثِیابٍ ، و حفَروا لہ لَحدا ، و صلّوُا علیہ وقالوا : ھذہ سُنّۃ وَلَدِ آدم من بعدہ۔

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے بال زیادہ تھے اور قد بھی لمبا تھا، یوں جیسے کھجور کا لمبا درخت ہوتا ہے، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرشتے جنت سے ان کو لگانے والی خوشبو اوران کا کفن لے کر نازل ہوئے، جب ان کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعہ تین مرتبہ غسل دیا اور تیسری مرتبہ میں کافور شامل کرلیا، اور فرشتوں نے انہیں طاق عدد میں کفن دیا اوران کے لئے لحد تیار کی اوران کی نماز جنازہ ادا کی، اور فرمایا: ان کے بعد ان کی اولاد میں یہی سنت ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۰ ج۳، باب غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۰۸۶)

احرام کی حالت میں غسل

(۱۶)......عن ابن عباس رضی اللہ عنھما : انّ رجلا وَقَصَہُ بعِیرُہ و نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مُحرِم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : اغسلوہ بماءٍ و سدرٍ و کفِّنوہ فی ثوبین ، ولا تَمَسُّوہ طِیبا ولا تُخَمِّروا رأسہ ، فان اللہ یبعثُہ یوم

القیامة مُلبِّیا۔ (بخاری، باب کیف یکفن المحرم ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۲۶۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص کو اس کے اونٹ نے گرادیا اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اور وہ صاحب احرام کی حالت میں تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور ان کو دو کپڑوں میں کفن پہناؤ، اور ان کو خوشبو نہ لگانا، اور نہ ان کا سر ڈھانپنا، کیونکہ اللہ تعالی ان کو قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھائیں گے۔

میت کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھودیں

(۱۷)......ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری : ان اغسل ذَنِیک بالسِّدر و ماء الرَّیحان۔

ترجمہ:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری کو تحریر فرمایا کہ: (میت) کے ناک کی گندگی کو بیری اور ریحان سے دھودیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۰ ج۷، ما قالوا فی المیت کم یُغسّل مرة وما یجعل فی الماء ممّا یُغسّل به ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۰۱۷)

صحابہ رضی اللہ عنہم بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیتے تھے

(۱۸)......عن محمد قال : لا یغسلونه بخِطمِی وهم یقدرون علی السدر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۵ ج۷، فی المیت اذا لم یوجد له السدر یُغسَّل بغیره خطمی ' أو اشنان کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۰۲۸)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بیری کے پتوں پر قدرت کے وقت خطمی سے غسل نہیں دیا کرتے تھے۔

’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں بیر کے درخت کے پتے غسلِ میت میں استعمال کرنے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

بیری کے پتوں کے ساتھ ابالے ہوئے پانی سے غسل دینے کی وجہ یہ ہے کہ بیماری کی وجہ سے احتمال ہے کہ میت کا بدن چرکیں (غلاظت زدہ) ہوگیا ہو، اور بدبو پیدا ہوگئی ہو.....اور بیری کے پتوں کے ساتھ ابالا ہوا پانی جسم سے میل کو خوب صاف کرتا ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ ص۶۶۷ ج۳)

فقہاء نے بھی بیری کے استعمال کی صراحت فرمائی ہے، علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ’’یبدأ اولا بالماء القراح حتی یبتل ما علی البدن من الدرن والنجاسة ، ثم بماء السدر أو الحرض لیزول ما علی البدن من ذلک لانه ابلغ فی التنظیف ، ثم بماء الکافور ان وجد تطییبا لبدن المیت‘‘۔

(فتح القدیر ص۱۱۱ ج۲، فصل فی الغسل ، باب الجنائز ، کتاب الصلوة ، دار الکتب العلمیة)

یعنی اولا میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے تاکہ میل ونجاست وغیرہ صاف ہوجائے، اس کے بعد بیری کے پتوں کے ابالے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے تاکہ بدن پر کوئی اس طرح کی چیز لگی ہوتو وہ زائل ہوجائے اور یہ نظافت کے حصول میں بھی مؤثر ہے، پھر ممکن ہوتو بدن کی مزید پاکیزگی کے خاطر کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

آپ ﷺ کو قمیص مبارک میں غسل دیا گیا

(۱۹)......غُسِّلَ النبی صلی الله علیه وسلم فی قمیص ، وَ غُسِّلَ ثلاثا کلّهن بماءٍ وَّ سِدرٍ ، الخ۔

ترجمہ:......نبی کریم ﷺ کو قمیص مبارک کے ساتھ غسل دیا گیا، اور آپ ﷺ کو تین

مرتبہ غسل دیا گیا، ہر مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعہ۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۹۷ ج ۳، باب غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۰۷۷)

(۲۰)......عائشة تقول : لمّا أرادوا غَسْلَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا : واللہ ما ندری أنُجَرِّدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ثیابہ کما نُجَرِّد موتانا أم نَغْسِلُه و علیہ ثِیَابُہ ؟ فلما اختلفوا ألْقی اللّٰہ علیہم النوم حتّی ما منہم رجل الا وذَقَنُہُ فی صدرہ ، ثم کلَّمہم مُکلِّمٌ من ناحیة البیت لا یدرون من ہو ؟ أن اغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابُہ ' فقاموا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فغَسلوہ و علیہ یصبُّون الماء فوق القمیص ' و یدلکونہ بالقمیص دون ایدیہم ، وکانت عائشة تقول : لو استقبلتُ من أمری ما استدبرتُ ما غسلہ الا نِساؤُہ۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو فرمایا: اللہ تعالی کی قسم! ہم لوگوں کو علم نہیں کہ کیا ہم آپ ﷺ (کے جسم مبارک سے) کپڑے اتاریں جیسے ہم اپنے مردوں کے جسموں سے کپڑے اتارتے ہیں یا آپ ﷺ کو اپنے مبارک کپڑوں کے ساتھ ہی غسل دیں، جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالی نے ان پر نیند ڈال دی یہاں تک کہ ان میں کوئی ایسا باقی نہ رہا جن کی ٹھوڑی نیند کی وجہ سے ان کے سینے پر نہ لگی ہو، اس وقت گھر کے ایک گوشہ سے کسی بولنے والے کی آواز آئی اور یہ معلوم نہیں کہ وہ آواز کس کی ہے؟ (وہ آواز یہ تھی کہ) نبی کریم ﷺ کو اپنے کپڑوں ہی میں غسل دو، یہ بات سن کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کے مبارک کپڑوں ہی میں غسل دیا، اس طرح کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی قمیص مبارک کے اوپر سے

پانی ڈالتے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک کو آپ کی قمیص مبارک ہی کے ساتھ ملتے تھے نہ کہ اپنے ہاتھوں سے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔

(ابوداؤد، باب فی ستر المیت عند غسله ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۳۱۴۱۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی غسل المیت ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۴۶۰)

تشریح:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ: عدت میں نکاح کا تعلق باقی رہتا ہے، یا نکاح کا منقطع نہ ہونا ازواج مطہرات کے حق میں خصوصیت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ہے۔

ایک مطلب یہ ہے کہ: اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ بعض لوگ یہ استدلال کریں گے کہ عورت کے لئے شوہر کو غسل دینا جائز نہیں تو پھر ہم ہی آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔

اس جملہ کے مطلب میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا ہوگا کہ بعض علوی حضرات طعن دیتے ہیں کہ جس طرح آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے مسئلہ میں پڑ گئے، اسی طرح میں بھی آپ ﷺ کے غسل وغیرہ میں مشغول ہوگئیں، اس طرح طعنوں کا گمان نہ ہوتا تو ہم ہی آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔(مستفاد: الدر المنضود ص۲۳۴ ج۵)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۴/ ذی الحجہ: ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱/ جون ۲۰۲۴ء

منگل

بیوی کا اپنے شوہر کو غسل کرانا

مسئلہ:...... بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، جبکہ کوئی مرد غسل دینے والا موجود نہ ہو۔

(امداد الاحکام ص۸۲۴ ج۱)

(۱)......المرأة تغسل زوجها ' لان اباحة الغسل مستفادة بالنكاح ' فتبقى ما بقى النكاح ، والنكاح بعد الموت باق الى ان تنقضى العدة ' بخلاف ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار أجنبيا۔

(شامی ۹۰/۹۱ ج۳، باب صلوة الجنازة ، كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۲)......عن عبد الله بن أبى بكر :أنّ أسماء بنت عميس غسَّلَتْ أبابكر الصديق حين تُوُفِّى ' ثم خرجَتْ فسألَتْ من حضرها من المهاجرين فقالت : انّى صائمة ' وانّ هذا يوم شديد البرد ' فهل علىَّ من غسلٍ ؟ فقالوا : لا ـ

(مؤطا امام مالک (مترجم مع شرح) ص۴۰۷ ج۱، باب غسل الميت ، رقم الحديث:۶۲۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کو غسل دیا، پھر باہر آکر مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: میں روزہ سے ہوں اور آج سردی شدید ہے، کیا مجھ پر غسل لازم ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

تشریح:......بعض روایات میں ہے کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے وصیت فرمائی تھی کہ وہ انہیں غسل دیں۔

اس طرح کی وصیت اور حضرات سے بھی منقول ہے، مثلاً حضرت جابر بن زید اور حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہما اللہ نے اپنی بیویوں کو وصیت فرمائی کہ وہ ان کو غسل دیں۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ نے غسل دیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۴۴/۱۴۵ ج ۷، فی المرأة تغسِّل زوجها ألها ذلک ؟ کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۱۱۰۷۸/۱۱۰۸۰/۱۱۰۸۱/۱۱۰۸۵)

مرد کا اپنی بیوی کو غسل کرانا

مسئلہ:......مرد اپنی بیوی کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے، لیکن اگر اس کے محرم موجود ہوں تو قبر میں نہ اتارے، اور جو سب غیر محرم ہی ہوں تو شوہر بھی اس کو قبر میں اتار سکتا ہے، اور اگر کوئی صورت نہلانے والی موجود نہ ہو تو عورت کو مرد غسل نہیں دے سکتا، نہ شوہر اور نہ محارم، بلکہ شوہر اس کو تیمّم کرادے، اور شوہر کو تیمّم کرانے کے لئے اس کے ہاتھ کو اور منہ کو دیکھنا جائز ہے، مگر چھوئے نہیں، بلکہ ہاتھ کو کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ (امداد الاحکام ص۸۲۴ ج ۱)

(۱)......ویمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر الیها علی الأصح وهی لا تمنع من ذلک.....أی من تغسیل زوجها دخل بها أولا۔

(شامی ۹۰/۹۱ ج ۳، باب صلوة الجنازة ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

(۲)......ولنا حدیث ابن عباس رضی الله عنهما : أن رسول الله صلی الله علیه و سلم سئل عن امرأة تموت بین رجال ؟ فقال : تیمم الصعید ولم یفصل بین أن یکون فیهم زوجها أو لا یکون ، والمعنی فیه ان النکاح بموتها ارتفع بجمیع علائقه فلا یبقی حل المس۔ (مبسوط سرخسی ص۷۱ ج ۲، باب غسل المیت ، ط : ادارة القرآن)

(۳)......عن مکحول قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا ماتت المرأة مع الرجال لیس معهم امرأة غیرها ، والرجل مع النساء لیس معهن رجل غیره فانهما یتیممان و یدفنان ، وهما بمنزلة من لایجد الماء۔

ترجمہ:......حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مردوں کے ساتھ (کسی مجمع میں) عورت کا انتقال ہو جائے اور وہاں کوئی اس کے علاوہ دوسری کوئی عورت نہ ہو، یا عورتوں کے ساتھ (کسی مجمع میں) مرد کا انتقال ہو جائے اور وہاں اس کے علاوہ دوسرا کوئی مرد نہ ہو تو یہ دونوں ایک دوسرے کو تیمّم کرا دیں اور دفنا دیں، اور اس وقت یہ ایسا ہے جیسا کہ کہیں پانی نہ ہو۔

(مراسیل ابی داؤد ص ۲۹۸، باب ما جاء فی غسل المیت ، رقم الحدیث:۴۱۴)

(۴)......بلغنا عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه أنه قال : نحن كنا أحق بها اذا كانت حية ' فأما اذا ماتت فأنتم أحق بها ، قال محمد : وبه نأخذ۔

ترجمہ:......ہمیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے، انہوں نے فرمایا: جب وہ (بیوی) زندہ تھی تو ہم اس کے زیادہ حقدار تھے، جب مر گئی تو تم اس کے زیادہ حقدار بن گئے۔امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔(المختار ص ۱۷۱)

(کتاب الآثار ص ۳۷ ج ۲، باب غسل المرأة و كفنها ،كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۲۳۰)

(۵)......عن الشعبی قال : اذا ماتت المرأة انقطع عصمة ما بينها وبين زوجها۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۶)......عن الشعبی قال : لا يُغسِل الرجل امرأته ، وهو رأی سفيان۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آدمی اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔اور یہی رائے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۴۶ ج ۷، فی الرجل يغسل امراته ، رقم الحدیث:۱۱۰۹۱/۱۱۰۹۲)

(۷)......قال الثوری : و نحن نقول : لا یغسل الرجل امراته ' لانها لو شاء تزوج أُختها حین ماتت ، ونقول : تغسل المرأة زوجها لانها فی عدة منه۔

ترجمہ:......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم یہ کہتے ہیں کہ: مرد بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، کیونکہ اگر مرد چاہے تو بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ: عورت شوہر کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ وہ شوہر کی عدت میں ہوتی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۰۹ ج۳، باب المرأة تغسل الرجل ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۱۱۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے استدلال کا جواب

بعض حضرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ: مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا جائز ہے، اور احناف پر طنز بھی کیا ہے، وہ روایت یہ ہے:

(۱)......عن ام جعفر بنت محمد عن جدتها اسماء بنت عمیس قالت : أوصَتْ فاطمة اذا ماتت : أن لا یغسلها الا انا وعلی ، قالت : فغسلتها أنا و عَلِیٌّ۔

ترجمہ:......حضرت ام جعفر بنت محمد اپنی دادی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتی ہیں کہ: انہوں نے فرمایا کہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ: انہیں میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی غسل نہ دیں، فرماتی ہیں کہ: (ان کی وفات کے بعد حسب وصیت) میں نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۱۰ ج۳، باب المرأة تغسل الرجل ،کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۶۱۲۲)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو نقل کرکے اس کا جواب دیا ہے۔ ''فتاوی رحیمیہ''

میں ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہلا یا تھا، ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ (اول تو اس پر اتفاق نہیں ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی نہلا یا تھا، روایت میں ہے کہ: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نہلا یا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف نہلانے کی نسبت بایں وجہ ہے کہ غسل کا سارا انتظام آپ نے فرمایا تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ:) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غسل دینا زوجیت قائم رہنے پر محمول ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: فاطمہ تمہاری زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نیز آنخضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ہر سبب اور نسب موت سے منقطع ہو جاتا ہے، مگر میرا سبب (قرابت سببی) اور نسب (قرابت نسبی) موت سے منقطع نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں بعض صحابہ (جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غسل دینے پر اعتراض کیا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۰۷ ج ۵)

(۱)......قال فی شرح المجمع لمصنفه " فاطمة رضی الله عنها غسلتها ام أیمن حاضنته صلی الله علیه وسلم ورضی الله عنها " فتحمل روایة الغسل لعلی رضی الله تعالی عنه ' علی معنی التهیئة والقیام التامّ بأسبابه ، ولئن ثبتت الروایة فهو مختص به ، ألا تری أن ابن مسعود رضی الله عنه لمّا اعترض علیه بذلک أجابه بقوله : أما علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :" ان فاطمة زوجتک فی الدنیا والآخرة " فادعاؤه الخصوصیة دلیل علی ان المذهب عندهم عدم الجواز۔

(شامی ۹۰ ج ۳، باب صلوة الجنازة ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس روایت کے یہ جوابات دیئے ہیں:

پہلا جواب یہ ہے کہ:...... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل دینے کی روایات مختلف ہیں،
دوسرا جواب یہ ہے کہ:...... حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غسل میں شرکت کے سلسلہ میں متعدد احتمالات ہیں:

(۱)...... پہلا احتمال یہ ہے کہ: دونوں ہی نے بذات خود غسل دیا ہو۔

(۲)...... دوسرا احتمال یہ ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بذات خود غسل دیا ہو، اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کی معاون رہی ہوں۔

(۳)...... تیسرا احتمال یہ ہے کہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے خود غسل دیا ہو، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے معاون رہے ہوں۔

تو اب ہمیں ترجیح دینے کی ضرورت ہے، پس جب ہم نے وجوہ ترجیح کے سلسلہ میں غور کیا تو ہمیں یہ معلوم ہوا کہ تیسرا احتمال ہی راجح ہے، اس لئے کہ جب ان دونوں میں ہر ایک بذات خود غسل دینے کے سلسلہ میں کافی تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دونوں کے لئے بذات خود غسل دینے کی وصیت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینا جائز تھا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پس جب ان دونوں کو وصیت کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ اصلاً غسل دینے کی وصیت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لئے تھی، اور تعاون کرنے کی وصیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے تھی، بہر حال اصلاً غسل دینے کی وصیت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اس لئے تھی کہ وہ ان کی سمجھداری اور سلیقہ مندی کو اچھی طرح جانتی تھیں۔

رہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعاون کرنے وصیت تو اس کی وجہ یہ ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل کے احکام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے زیادہ جانتے تھے، اس لئے انہیں وصیت کی کہ وہ احکام غسل بتلا کر ان کی مدد فرمائیں، اگر انہیں اس کی ضرورت پڑے۔

نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتی تھیں، اس لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ وہ ان کو غسل دینے میں شریک رہیں۔

نیز انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے محبت کرتے ہیں، اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ انہیں اچھی طرح غسل دینے میں کوتاہی نہیں کریں گے، ان وجوہات کی بنا پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعاون کرنے کی وصیت کی تھی۔

(امداد الفتاوی جدید مطول حاشیہ ص ۳۳۲/۳۳۳/۳۳۴ ج ۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل روایت سے بھی اس مسئلہ کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے:

(۲)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : رجع رسول الله صلی الله علیه وسلم من البقیع ' فوجدنی وأنا أجِد صُداعاً فی رأسی ' وأنا أقول : وارأساه ، فقال : بل أنا ' یا عائشة وا رأساه ، ثم قال : ما ضَرَّکِ لو مِتِّ قبلی فقمتُ علیکِ فغَسَّلتُکِ و کفَّنْتُکِ و صلّیتُ علیکِ و دفنتُکِ۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) بقیع (قبرستان) سے واپس تشریف لائے تو مجھے اس حال میں پایا کہ میرے سر میں درد تھا، اور میں (کراہ رہی تھی) اور کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بلکہ میں کہتا ہوں کہ: ہائے میرا سر، (یعنی میرے سر میں بھی درد ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہے؟ میں تمہارے پاس کھڑا رہوں گا، تمہیں غسل دوں گا، تمہیں کفن پہناؤں گا، اور تم پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی غسل الرجل امرأته وغسل المرأة زوجها، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:۱۴۶۴)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس روایت کا یہ جواب دیا ہے:

اس قصہ کو امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے، اور اس میں یہ زیادتی ذکر نہیں کی ہے، بلکہ ابن اسحاق اس کے نقل میں متفرد ہیں، اور انہوں نے بطریق عنعنہ روایت کیا ہے، اور ابن اسحاق کا تفرد صحیح نہیں ہے، خاص طور سے جب کہ وہ بطریق عنعنہ روایت کریں، لہذا اس حدیث سے استدلال باطل ہو گیا۔

اور اگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ آپ ﷺ کے ارشاد "غَسَّلْتُکِ" میں غسل دینے کی ذمہ داری لینے کا بھی احتمال ہے، جیسا کہ خود سے غسل دینے کا احتمال ہے، اور آپ ﷺ کی عادت کے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہے کہ آپ ﷺ بذات خود کسی کو غسل نہیں دیتے تھے، لہذا اسے غسل کی ذمہ داری لینے پر محمول کیا جائے گا نہ کہ بذات خود غسل دینے پر۔ (امداد الفتاوی جدید مطول حاشیہ ص ۳۳۰ ج ۳)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۲۹/محرم الحرام: ۱۴۴۶ھ مطابق ۴/اگست ۲۰۲۴ء

اتوار